رمضان سستا بازار میں چیزیں مہنگی بیچنے کا شرعی حکم

1

ریفرنس نمبر:Sar 7282

تاریخ:28-04-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ گورنمنٹ کی طرف سے رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں رمضان بازار لگائے جاتے ہیں، جن میں دُکانداروں کے لیے مناسب نفع رکھ کر حکومت اشیائے خورد و نوش پر قیمتیں متعین کر دیتی ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے خوب متحرک ہوتے ہیں کہ اگر کوئی دُکاندار متعین قیمت سے زیادہ میں فروخت کرے، تو اس کے خلاف سخت کاروائی کرتے ہیں، یہاں تک کہ دُکاندار یا اس کا سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں یا مالی جرمانہ عائد کرتے ہیں اور اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حکومت کا اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں کو متعین کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ بیع المکرَہ میں داخل ہے؟ نیز دُکانداروں کا متعین قیمت سے زیادہ میں بیچنا کیسا ہے؟ جبکہ ذلت و رسوائی میں پڑنے کا غالب اندیشہ ہو؟ اگر دُکاندار متعین قیمت سے زیادہ پر فروخت کرتے ہیں، تو کیا یہ عقد صحیح اور اضافہ جائز و حلال ہوگا یا حرام؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اسلام نے تجارت میں نفع کی کوئی خاص مقدار لازم نہیں کی کہ اتنا جائز ہے اور اس سے زائد ناجائز، بلکہ اسے بائع و مشتری (یعنی فروخت کرنے والے اور خریدار) کی باہمی رضامندی پر چھوڑا ہے کہ مالک اپنی چیز جھوٹ اور دھوکا دیئے بغیر جتنے کی چاہے فروخت کر سکتا ہے اور خریدار پر کوئی جبر نہیں، بلکہ اختیار ہے کہ اگر خریدنا چاہے خرید لے، ورنہ چھوڑ دے اور رہا مسئلہ حکومت کا قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے دُکانداروں کو متعین قیمت پر بیچنے پر مجبور کرنے کا، تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) بعض اوقات قیمتوں کا بڑھ جانا دُکاندار کی بدنیتی یا ذخیرہ اندوزی کی بنا پر نہیں ہوتا، دُکاندار تو بے قصور و مجبور ہوتا ہے، لیکن خارجی عوامل کی وجہ سے قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ مثلاً منڈی میں ہی تاجروں نے اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں خوب اضافہ کیا ہوتا ہے اور دُکاندار وہیں سے مہنگی خرید کر لاتے ہیں، پھر وہ اپنا کچھ نفع رکھ کر فروخت کرنا چاہتے ہیں، لیکن حاکم کی طرف سے مقرر کردہ بھاؤ کی بنا پر اسے چیز قیمتِ خرید سے بھی سستی دینی پڑتی ہے، تو یوں تاجر کو بجائے نفع کے نقصان اٹھانا پڑتا ہے، تو اس طرح کی صورتِ حال میں حاکم کا ان کے لیے بھاؤ مقرر کرنا ظلم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں اشیاء کی قیمتیں بڑھیں، تو صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیمتیں مقرر فرما دیں، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیمتیں متعین کرنے والا، تنگی کشادگی کرنے والا، روزی دینے والا اللہ عزوجل ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت

میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملے میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔

لہذا ایسی صورت میں حاکم کو چاہیے کہ دُکاندار تاجروں پر پابندی سے پہلے منڈی کے تاجروں پر اشیاء کا بھاؤ مقرر کرے تاکہ دُکانداروں کو پیچھے منڈی سے ہی چیز مناسب قیمت پر ملے اور وہ مناسب نفع رکھ کر آگے فروخت کریں اور اس میں کسی کا بھی نقصان نہ ہو۔

(2) البتہ جب دُکانداروں کی بدنیتی اور بہت زیادہ نفع خوری سے لوگ مشقت میں پڑجائیں، جیسا کہ ہمارے ملک میں اکثر یہی دیکھنے میں آتا ہے، تو شریعت نے حکومتِ وقت کو اختیار دیا ہے کہ وہ منصفانہ وعادلانہ منافع کا معیار مقرر کرکے غلط منافع خوری کا خاتمہ کرے۔ جیسے ہمارے ہاں ماہِ رمضان کی آمد ہوتے ہی اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں کمی کے بجائے مزید ہوش ربا اضافہ ہو جاتا ہے، جو عوام کے حق میں کُھلا ضَرَر (نقصان) ہے، ایسی صورت میں اسلام نے حکومتِ وقت کو عوام سے ضرر (نقصان) کو دور کرنے کے لیے اشیائے خوردونوش کی قیمتوں کو منصفانہ منافع رکھ کر متعین کرنے کی اجازت دی ہے، جس سے عوام کی اشیائے ضرورت تک بآسانی رسائی ہو جاتی ہے، لہذا ان دُکانداروں سے حکومتی نرخ پر خریدنا، جائز ہے اور یہ بیع صحیح ونافذ ہے۔

یہاں پر کسی کو یہ شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ حکومت کا دُکانداروں کو مجبور کرنا، بیع مکرہ (مجبور کیے گئے شخص کی بیع) ہے، جو شرعا ناجائز و گناہ ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بیع مکرہ (مجبور کیے گئے شخص کی بیع) نہیں ہے، کیونکہ بیع مکرہ کسی کی چیز کو جبراً فروخت کر دینے کو کہتے ہیں، جبکہ حکومت دُکاندار کو اشیاء بیچنے پر مجبور نہیں کر رہی، بلکہ متعین قیمت سے زیادہ میں نہ بیچنے پر مجبور کر رہی ہے، اگر دُکاندار اپنا مال نہ بیچنا چاہے، تو حکومت کی طرف سے کوئی زبردستی نہیں ہوتی، لہذا یہ بیع مکرہ نہیں ہے کہ اسے ممنوع قرار دیا جائے۔

اور صورتِ مسئولہ میں دُکاندار کا حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے زیادہ قیمت پر اشیاء فروخت کرنا مکروہ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ زیادہ قیمت پر بیچنا قانوناً جرم ہے، جس کے مرتکب کو سزا اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور قانون توڑ کر خود کو ذلت ورسوائی پر پیش کرنا ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ملک کا ایسا قانون جو خلافِ شرع نہ ہو اور اس کا ارتکاب قانوناً جرم ہو جس بنا پر سزا اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہو، تو ایسے قانون کی خلاف ورزی کرنا شرعا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ خود کو ذلت ورسوائی پر پیش کرنا ہے اور انسان کا خود کو ذلت پر پیش کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، لہذا یہ قانونی اور شرعی دونوں اعتبار سے جائز نہیں، ہاں اگر دُکاندار نے گاہک کو دھوکا دیئے بغیر زیادہ قیمت پر چیز فروخت کر ہی دی، تو یہ بیع فاسد نہیں، بلکہ صحیح ونافذ ہے اور زیادہ قیمت فروخت کرنے والے کے لیے حلال ہے، کیونکہ کراہت نفسِ بیع یا شرائط صحتِ بیع میں فساد کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ یہ ایک امرِ خارج کی وجہ سے ہے اور جب فساد نفسِ بیع یا شرائطِ صحتِ بیع میں نہ ہو، بلکہ امرِ خارج کی وجہ سے ہو، تو بیع باوجود مکروہ تحریمی ہونے کے صحیح ونافذ ہوتی ہے۔

چنانچہ تجارت میں باہمی رضا سے نفع حاصل کرنے کے جائز ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔“ **(القرآن، پارہ 05، سورۃ النساء، آیت 29)**

مذکورہ بالا آیت کے تحت شیخ القرآن مفتی محمد قاسم عطاری سلمہ الباری لکھتے ہیں: ”یعنی باہمی رضامندی سے جو تجارت کرو، وہ تمہارے لیے حلال ہے، باہمی رضامندی کی قید سے معلوم ہوا کہ خرید و فروخت کی وہ تمام صورتیں جن میں فریقین کی رضامندی نہ ہو، درست نہیں۔ جیسے اکثر ضبط شدہ چیزوں کی نیلامی خریدنا کہ اس میں مالک راضی نہیں ہوتا۔“

(تفسیر صراط الجنان، جلد02، صفحہ183، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم “ترجمہ: جب دو چیزیں مختلف قسم کی ہوں تو جیسے چاہو بیچو۔ (نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ، جلد04، صفحہ04، مطبوعہ المکتبۃ المکیہ)

بے قصور و مجبور دکانداروں پر قیمت مقرر نہ کرنے کے بارے میں سنن ابی داؤد میں ہے: ”عن أنس، قال الناس یا رسول اللہ، غلا السعر فسعر لنا، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرازق، وإني لأرجو أن ألقی اللہ ولیس أحد منکم یطالبني بمظلمة في دم ولا مال “ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں، آپ انہیں مقرر فرمادیں، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ ہی قیمت مقرر کرنے والا، تنگی کشادگی کرنے والا، روزی دینے والا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملے میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی التسعیر، جلد03، صفحہ272، مطبوعہ مکتبہ عصریہ، بیروت)

دُکانداروں کی بدنیتی، ذخیرہ اندوزی اور نفع خوری سے لوگوں کو ضرر (نقصان) ہو تو، لوگوں کو نقصان سے بچانے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا ضرر ولا ضرار، من ضار ضرہ اللہ، ومن شاق شق اللہ علیہ“ ترجمہ: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نہ ضرر لو نہ ضرر دو، جو ضرر دے اللہ عزوجل اس کو ضرر دے اور جو مشقت کرے اللہ عزوجل اس پر مشقت ڈالے۔ (سنن الدارقطنی، جلد4، صفحہ51، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

نقصان کو ختم کرنے کے بارے میں الاشباہ والنظائر میں ہے: ”الضرر یزال اصلھاقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا ضرر ولا ضرار“ ترجمہ: ضرر (نقصان) کو ختم کیا جائے گا، اس قاعدے کی اصل حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے: نہ ضرر لو اور نہ ضرر دو۔ (الاشباہ والنظائر، جلد01، صفحہ121، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اسی میں ہے: ”یتحمل الضرر الخاص لاجل دفع ضرر العام“ ترجمہ: ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا ضرر عام کو دور کرنے کی وجہ سے۔ (الاشباہ والنظائر، جلد01، صفحہ74، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حکومت کا اشیائے خورد و نوش کی قیمت متعین کرنے کے بارے میں مجمع الانہر میں ہے: ”(ویکرہ التسعیر) لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا تسعروا فإن اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرازق ولأن الثمن حق العاقد فلا ینبغي لہ أن یتعرض لحقہ (إلا إذا تعدی أرباب الطعام في القیمة تعدیا فاحشا) کالضعف وعجز الحاکم عن صیانة حقوقھم إلا

بالتسعير (فلا بأس) حينئذ (به) أي بالتسعير (بمشورة أهل الخبرة) أي أهل الرأي والبصارة لأن فيه صيانة حقوق المسلمين عن الضياع "ترجمہ: اور اشیاء کا بھاؤ مقرر کرنا مکروہ ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اشیاء کا بھاؤ مقرر نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی قیمت مقرر کرنے والا، تنگی کشادگی کرنے والا، روزی دینے والا ہے اور قیمت طے کرنا بیچنے والے کا حق ہے، پس کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس کے حق کے درپے ہو، مگر جب اشیاء کے مالکان قیمتوں میں بے حد اضافہ کر دیں، جیسے دُگنا نفع لینا اور حاکم قیمت مقرر کیے بغیر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے سے عاجز ہو تو حاکم کا اہلِ بصیرت کے مشورے کے ساتھ قیمت مقرر کر دینے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس میں مسلمانوں کے حقوق ضائع ہونے سے بچانا ہے۔

(مجمع الانہر، کتاب الکراھیۃ، فصل فی المتفرقات، جلد02، صفحہ548، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

محیط برہانی، تبیین الحقائق، بحر الرائق، درر الحکام میں ہے: واللفظ للاول "فإن كان أرباب الطعام يتحكمون ويتعدون عن القيمة تعديا فاحشا، وعجز القاضي عن صيانة حقوق المسلمين إلا بالتسعير فحينئذ لا بأس به بمشورة من أهل الرأي و البصيرة" ترجمہ: اگر مالکان خود فیصلہ کر کے اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں حد سے زیادہ اضافہ کر دیں اور قاضی بھاؤ مقرر کیے بغیر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے سے عاجز آ جائے، تو قاضی کا ماہرین کے مشورہ کے ساتھ اشیاء کی قیمتیں متعین کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المحیط البرھانی، کتاب البیع، الفصل الخامس والعشرون، جلد01، صفحہ146، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ہدایہ میں ہے: "لا ينبغي للامام ان تعرض لحقه الا اذا تعلق به دفع ضرر العامة" ترجمہ: حاکم کے لیے لوگوں پر چیزیں فروخت کرنے کا بھاؤ مقرر کر کے ان کے حق کے درپے ہونا مناسب نہیں، مگر جب اشیاء کی قیمت متعین کرنے میں عوام سے ضرر (نقصان) دور کرنا ہو، تو جائز ہے۔ **(الھدایہ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، جلد04، صفحہ474، مطبوعہ لاھور)**

موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں ہے: "التسعير من الحاكم، وهذا له حكمان: تسعير محرم: وهو الذى يتضمن ظلم الناس، و إكراههم بغير حق، ومنعهم مما أباح الله لهم وهذا التسعير محرم۔ تسعير جائز: وهو الذى لا يظلم فيه البائع، ولا يرهق فيه المشترى، يمتنع أصحاب السلع من بيعها إلا بزيادة فاحشة، مع حاجة الناس إليها، ويتضرر الناس فهنا يجب على الحاكم التسعير بالمثل، صيانة لحقوق الناس" ترجمہ: حاکم کی طرف سے بھاؤ مقرر کرنے کے دو حکم ہیں: ایک حرام: وہ یہ کہ بھاؤ مقرر کرنا لوگوں پر ظلم کو شامل ہو اور ناحق طور پر لوگوں کو مقرر کردہ قیمت کے ساتھ بیچنے پر مجبور کرنا ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جو نفع مباح کیا اسے روکتا ہو اور دوسرا حکم جائز کا ہے: اور وہ یہ کہ لوگ اپنا سامان بہت مہنگا کر کے فروخت کریں اور عوام اس کی محتاج بھی ہو اور لوگوں کو ضرر لاحق ہو، تو وہاں حاکم پر مناسب قیمت کے ساتھ بھاؤ مقرر کرنا واجب ہے، لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے۔

(موسوعہ الفقہ الاسلامی، جلد03، صفحہ436، مطبوعہ دار السلاسل، الکویت)

صورتِ مسئولہ میں بیع مکرہ (جبراً بیچنے کے) نہ ہونے کے بارے میں تبیین الحقائق، فتح القدیر اور رد المحتار میں ہے: واللفظ للآخر" ومن باع منهم بما قدره الإمام صح لأنه غير مكره على البيع، لأن الامام لم يأمره بالبيع، وانما أمره أن لا يزيد الثمن على كذا" ترجمہ: اور بیچنے والوں میں سے جس نے حاکم کی متعین کردہ قیمت کے مطابق بیچا تو بیع صحیح ہے، کیونکہ اسے بیع پر مجبور نہیں کیا گیا، اس لیے کہ امام نے اسے فروخت کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ اس نے متعین قیمت سے زیادہ نہ بیچنے کا حکم دیا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظروالاباحۃ، فصل فی البیع، جلد09، صفحہ660، مطبوعہ کوئٹہ)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: "تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کیے کام چلتا نظر نہ آتا ہو، تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوئی یہ بیع جائز ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بیع مکرہ ہے، کیونکہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں، قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا، اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے، صرف یہ کیا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے، اس سے گراں نہ بیچے۔"

(بہارشریعت، جلد03، صفحہ483، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قانونی پابندی کے باوجود زیادہ قیمت پر فروخت کرنا خود کو ذلت میں ڈالنے کی وجہ سے ناجائز ہے اور خود کو ذلت میں ڈالنے کے ناجائز ہونے کے بارے میں جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کو جائز نہیں کہ خود کو ذلت ورسوائی میں مبتلا کرے۔

(جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، جلد02، صفحہ498، مطبوعہ لاھور)

امام محمود بن احمد عینی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: "اذلال النفس حرام" ترجمہ: نفس کو ذلت پر پیش کرنا حرام ہے۔

(البنایہ شرح الھدایہ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والاکفاء، جلد04، صفحہ619، مطبوعہ کوئٹہ)

زیادہ قیمت پر بیچنا خلافِ قانون ہے اور خلافِ قانون امر کا ارتکاب کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "ایسے امر کا ارتکاب جو قانوناً ناجائز ہو اور جرم کی حد تک پہنچے، شرعاً بھی ناجائز ہو گا کہ ایسی بات کے لیے جرم قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلت کے لیے پیش کرنا شرعاً بھی روا نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ192، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

زیادہ قیمت پر بیچنے سے بیع کے صحیح و نافذ ہونے کے بارے میں علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی لکھتے ہیں: "لو باعه بأكثر يحل وينفذ البيع" ترجمہ: اور بیچنے والے نے حاکم کی متعین کردہ قیمت سے زیادہ قیمت پر چیز فروخت کی تو یہ حلال ہے اور بیع نافذ ہو جائے گی۔ **(ردالمحتار، کتاب الحظروالاباحۃ، فصل فی البیع، جلد09، صفحہ660، مطبوعہ کوئٹہ)**

بیع کے فاسد و باطل نہ ہونے کے بارے میں ہدایہ اور فتح القدیر میں ہے:"والبیع عندأذان الجمعة یکره ولا یفسدبه البیع لأن الفسادفی معنی خارج زائدلافی صلب العقدولافی شرائط الصحة"ترجمہ:اور جمعہ کی اذان کے وقت خرید و فروخت مکروہ ہے، لیکن اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی، کیونکہ فساد امر خارج زائد میں ہے، نہ کہ نفسِ عقد اور شرائطِ صحت میں۔

(الھدایہ مع فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، جلد06، صفحہ438، مطبوعہ کوئٹہ)

بیع کے مکروہ تحریمی ہونے کے باوجود صحیح واقع ہونے کے بارے میں علامہ احمد بن محمد طحطاوی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں:"فیکره تحریمامن الطرفین وصح اطلاق الحرام علیه ویقع العقدصحیحاعندناوھوقول الجمھورحتی یجب الثمن ویثبت الملک قبل القبض "ترجمہ: بیع خریدنے اور فروخت کرنے والے دونوں کی طرف سے مکروہ تحریمی ہے اور اس پر حرام کا اطلاق کرنا صحیح ہے اور عقد ہمارے نزدیک صحیح ہے اور یہی جمہور علماء کا مؤقف ہے یہاں تک کہ خریدنے والے پر ثمن دینا واجب ہو جائیں گے اور قبضہ سے پہلے اس کی ملک ثابت ہو جائے گی۔

(طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ، صفحہ517، مطبوعہ کوئٹہ)

در مختار اور رد المحتار میں ہے:"وکره تحریمامع صحة البیع عند الاذان الاول وفی رد:أنه لایجب فسخه ویملک المبیع قبل القبض ویجب الثمن "ترجمہ: پہلی اذان کے وقت بیع صحیح ہونے کے باوجود مکروہ تحریمی ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اسے فسخ کرنا واجب نہیں اور خریدار خریدی گئی چیز کا قبضے سے پہلے مالک ہو جائے گا اور اس پر ثمن دینا بھی واجب ہو جائے گا۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب:احکام نقصان المبیع فاسدا، جلد07، صفحہ309، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں:"بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے، مگر وجہ ممانعت نہ نفسِ عقد میں ہے، نہ شرائطِ صحت بیع میں۔"

(بہارشریعت، جلد02، صفحہ722، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاکر عطاری مدنی

15رمضان المبارک1442ھ28اپریل2021ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے